برطانوی جمہوریت کے نقالوں سے بچیں!

تحریر: سہیل احمد لون

حالیہ ریفرنڈم کے نتیجے میں برطانیہ تقسیم ہونے سے بچ گیا، اسکاٹ لینڈ کی آزادی شرمندہ تعبیر تو نہ ہوسکی مگر اتنی کثیر تعداد میں مخالف ووٹ نے حکمران طبقے کی سوچ کا زاویہ تبدیل ضرور کردیا۔ نتائج کے بعد ڈیوڈ کیمرون کی مختصر تقریر میں اس بات کا ذکر کیا گیا کہ آئندہ ایسی تبدیلیاں لائیں جائیں گی جس سے اسکاٹش عوام کے تحفظات دور کیے جائیں۔ یہاں سب سے اہم بات یہ ہے کہ سب نے ریفرنڈم کے نتائج خوش دلی سے قبول کیے۔ دھاندلی، اور پنکچر لگانے کا الزام سننے میں نہیں آیا، کسی میڈیا ہاؤس یا اعلیٰ عدلیہ کے ملوث ہونے کا شبہ بھی ظاہر نہیں کیا گیا۔ ملک تقسیم ہونے کے لیے ووٹ ڈالے گئے مگر یہ بازگشت نہیں ہوئی کہ کوئی تھرڈ امپائر اس کے پیچھے ہے۔ چند ہفتے قبل لوکل باڈی کے انتخابات میں بھی شفافیت پر کسی نے انگلی نہیں اٹھائی، ہارنے والوں نے حسب روایت جیتنے والوں کو مبارک باد کھلے دل سے دیکر اپنی ہار تسلیم کی۔ آئندہ برس عام انتخابات میں بھی یہی روایت دیکھنے کو ملے گی۔ یورپ، برطانیہ سمیت دیگر ترقی یافتہ ممالک نے ماضی میں جنگ وجدل سے یہ سبق سیکھا ہے کہ جو کام باہمی رضامندی سے ہوجائے اس کو آپس میں جھگڑا کرکے کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہاں بچے بلوغت کی عمر میں پہنچنے کے بعد بغیر کسی جھگڑے کے والدین سے علیحدگی اختیار کرلیتے ہیں۔ ہمارے ہاں اگر بہو، بیٹا بغیر کسی جھگڑے کے علیحدگی اختیار کریں تو لوگ یقین نہیں کریں گے۔ ہمیں اپنے رویوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، کیونکہ ہمارے رویے ہی ہماری فطرت کا روپ دھار لیتے ہیں جسے تبدیل کرنا ناممکن حد تک مشکل ہوجاتا ہے۔ اچھے کام کی تقلید میں کوئی برائی نہیں، اسکاٹ لینڈ کی آزادی کی کوشش والا پرامن فارمولا کشمیر، کردستان، سمیت دیگر متنازعہ خطوں میں بھی آزمایا جاسکتا ہے۔ اقوام متحدہ اپنا آشیرباد دے تو آزادی کی تحریک میں برسوں سے شہید ہونے والوں کا سلسلہ رک بھی سکتا ہے۔ جس سے دہشت گرد اور دہشت گردی میں کمی بھی آسکتی ہے۔ مگر ریفرنڈم کروانے سے قبل اس بات کی تسلی کرلی جائے کہ سوال کی ساخت ایسی نہ ہو جیسی جنرل ضیاع الحق نے 1984ء میں رکھی تھی جس کی مخالفت میں صرف 1.5 فیصد ووٹ ڈالے گئے۔ حق رائے دہی کا استعمال ہی جمہوریت نہیں بلکہ ایسا شفاف انتخابی نظام بھی جمہوری عمل کا حصہ ہوتا ہے جس پر عوام الناس کو کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو۔ برطانیہ کے حالیہ ریفرنڈم کے بعد میڈیا میں یہ باتیں زیر بحث تھیں کہ اس بات کی نوبت کیوں آئی؟ اب کونسے اقدام کیے جائیں گے کہ آزاد ملک کا خواب دوبارہ نہ آئے۔ اس ریفرنڈم میں ووٹ ڈالنے کی کم سے کم عمر سولہ برس رکھی گئی اس لحاظ سے بہت سے ایسے نوجوان تھے جنھوں نے پہلی بار ووٹ ڈالا۔ سولہ سے انیس برس کے ووٹرز کی ایک کثیر تعداد نے ووٹ ڈالا جسے میڈیا میں ایک مثبت تبدیلی کے طور پر زیر بحث لایا گیا۔ یہ سوال بھی زیر بحث رہا کہ اگر برطانیہ کے عام انتخابات میں بھی عمر کی کم سے کم حد سولہ برس کردی جائے تو اس سے سیاست میں کیا اثرات مرتب ہونگے۔ وطن عزیز میں انتخابات کے بعد میڈیا پر سب سے زیادہ انتخابات کے دوران پیش آنے والے ناخوشگوار واقعات، دھاندلی کے مناظر اور الزامات سے لت پت بیانات کی بوچھاڑ نظر آئی۔ جس کا نتیجہ آج اسلام آباد میں دھرنوں کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔ عمران خان اور ڈاکٹر طاہر القادری ڈی چوک میں کنٹینرز پر چالیس دن کا

چلہ کاٹ چکے ہیں۔ سوا مہینہ پورا ہونے کے بعد عمران خان نے کراچی میں کامیاب ترین جلسہ کیا جسے کراچی کی تاریخ کا بہت بڑا جلسہ کہا جا رہا ہے جبکہ طاہر القادری سوا مہینہ گزرنے کے باوجود ہوا خوری کے لیے کہیں اور جانا پسند نہیں کیا۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں مشترکہ اجلاس میں بیٹھی تمام سیاسی جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ انتخابات میں دھاندلی ہوئی ہے۔ عمران خان کے علاوہ سب یہ چاہتے ہیں کہ دھاندلی شدہ انتخابات سے وجود میں آنے والی پارلیمنٹ کو اپنی آئینی مدت پوری کرنے دی جائے کیونکہ اس میں ان سب یعنی "جمہوریت" کا فائدہ ہے۔ "جمہوریت" سے فائدہ اٹھانے والوں نے میاں صاحب کی اس قدر حمایت کی ہے کہ میاں صاحب نے دھرنے کو under estimate کرنا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دھرنا اور بیماری خواہ کتنی بھی چھوٹی ہو اگر پرانی ہو جائے تو اس سے جان چھڑانا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ کسی زخم کو معمولی اور چھوٹا سمجھ کر اس کا فوری علاج نہ کیا جائے تو وقت کے ساتھ یہ ناسور بھی بن جاتا ہے، جسے کاٹنے سے بھی بعض اوقات جان چلی جاتی ہے۔ وزیر اعظم کے استعفا کے علاوہ اگر عمران خان کے باقی مطالبات جائز مانے جاتے ہیں تو آج تک ان میں سے کسی پر عمل درآمد کیوں نہ ہوا؟ اگر نیت صاف ہوتی تو کم از کم ایک حلقہ کھول کر عمران خان کے شک کو دور کر کے دھرنا ختم کروایا جا سکتا تھا۔ ملکی معیشت اگر دھرنوں کی وجہ سے ابتر ہو رہی ہے تو اس میں حکومت کا بھی برابر کا قصور ہے۔ برطانیہ میں اسکاٹ لینڈ کی آزادی کے لیے ریفرنڈم کے بعد یہ تاثر نہیں دیا گیا کہ مخالف ووٹ ڈالنے والے ملک توڑنے کی سازش میں ملوث ہیں، کسی نے ان کو غدار نہیں کہا، بلکہ ڈیوڈ کیمرون نے ان کا بھی شکریہ ادا کیا اور آئندہ ان کی محرومیاں دور کرنے کا وعدہ کیا۔ میاں صاحب سمیت دیگر سیاسی رہنماء جب یہ کہتے ہیں کہ اسلام آباد میں چند ہزار لوگ جمع کر کے مطالبات نہیں منوائے جا سکتے، ان کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہزاروں لوگ کتنے کروڑ کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اوسط درجے کا انسان غلطی کر کے سیکھتا ہے، اچھے دماغ والا دوسرے کو غلطی کرتا دیکھ کر اس سے سبق حاصل کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ ایسی غلطی نہ کرے جس سے اس کا نقصان ہو۔ بصیرت اور اعلیٰ درجے کی سوچ کا مالک انسان ماضی اور حال میں پیش آنے والے واقعات سے مستقبل کی ایسی منصوبہ بندی کرتا ہے جس سے حالات بہتری کی طرف جائیں۔ ہمارے سیاسی اکابرین ماضی اور حال سے سیکھ کر مستقبل کا بہتر لائحہ عمل کیا بنائیں گے۔ یہ تو اچھے کام کی تقلید کرنے کی سوچ بوجھ رکھنے سے عاری ہیں، اگر ایسا کر سکتے تو بھارت نے گزشتہ سولہ برس سے انتخابات بائیومیٹرک کروانے شروع کیے ہیں جس سے دھاندلی کا نعرہ تو ختم ہو گیا مگر ہم نے آج تک ایسا کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد درجنوں بار سیلاب آچکا ہے مگر آج تک ہم نے یہ نہیں کیا کہ نہروں، دریاؤں کو گہرا کر لیں، ڈیموں کا جال بچھا دیں جس سے سیلاب کی تباہ کاریوں کے ساتھ توانائی کے بحران سے بھی نجات مل سکتی تھی۔ توانائی کے بحران میں بھی ہم اپنی ساری توانائی "جمہوریت" بچانے میں خرچ کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ بات بھی جانتے ہیں کہ یہ "جمہوریت" "بڑی بے وفا ہے، جب ساتھ چھوڑتی ہے تو گیارہ برس شکل نہیں دکھاتی اور جب منتخب حکومت عوام کو اپنا جمہوری حق استعمال کرنے پر دہشتگرد بلوائی، لشکری، گھس بیٹھیے اور خانہ بدوش کہے تو جمہوریت کو تو خطرہ ہو گا۔ برطانیہ کی جمہوریت مادر پارلمینٹ کی نقل کرنے والوں کو اپنے رویے بھی جمہوری کرنے ہوں گے لیکن شاید اس کیلئے ہم تیار نہیں اور رویوں میں تبدیلی لائے بغیر جمہوریت کے شجر کو با آور کرنا چاہتے ہیں کو کسی بھی صورت ممکن ہیں۔ ہمیں صرف مغرب کی جمہوریت ہی نہی مغربی رویوں کی بھی ضرورت ہے جس میں برداشت

‘رواداری‘ قانون کی حاکمیت ‘تعلیم کی فوقیت اور احترام آدمیت موجود ہے۔ یہی سچ ہے اور اس سچ کو من وعن قبول کیے بغیر کوئی بھی نظام پاکستان میں رائج کیا جا سکتا ہے لیکن جمہوریت کبھی نہیں آسکتی۔ پاکستان ایک بڑی تحریک کے عمل سے گزر رہا ہے عوامی شعور میں اضافہ ہو رہا ہے اور عوامی شعور میں ہونیوالا اضافہ ہمیشہ کسی نہ کسی منطقی نتیجہ پر ضرور پہنچ جاتا ہے جس میں وزیراعظم سے استعفا معمولی بات رہ جاتی ہے۔ جمہوری رویے اختیار کیے بغیر برطانوی جمہوریت کی نقل کرنا ناممکن ہے اس لیے ہمیں ہر اُس شخص سے ہوشیار رہنا چاہیے جو تعلیم اور سماجی شعور کے بغیر کسی بھی جمہوریت یا ملکی ترقی کی بات کرتا ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

19-09-2014.